چلوسک ملوسک
اور
ٹارزن
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ناشران ــــــ اشرف قریشی
ــــــ یوسف قریشی
پرنٹر ــــــ محمد یونس
طابع ــــــ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ــــــ ۶/ روپے

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو گلاب[1] شہزادی کو اس کے وطن میں پہنچا کر واپس کالے جنگل کے پار والے ملک میں آگئے جہاں کے بادشاہ نے وعدہ کے مطابق انہیں خوش آمدید کہا اور پھر وہ ایک ماہ تک اس جدید ترین اور ترقی یافتہ شہر کی سیر کرتے رہے۔ یہاں ڈمبالو نے جی بھر کر موٹر سائیکل، کار، جیپ، حتیٰ کہ ہوائی جہاز کی سیر کی۔ اور وہ ان عجیب و غریب نظر نہ آنے والے جادو سے چلنے والی چیزوں پر سواری کرکے بیحد خوش ہوا۔

انہیں شاہی محل میں رہتے ہوئے ایک ماہ گزر گیا تھا۔ ایک روز چلوسک نے ڈمبالو سے مخاطب ہوکر کہا۔

---

[1] ۔ اس کیلئے انتہائی دلچسپ کتاب "چلوسک ملوسک اور گلاب شہزادی" پڑھیئے

"ڈمبالو تم نے کبھی شکار بھی کھیلا ہے"؟

"شکار! وہ کیا ہوتا ہے"؟ ڈمبالو نے چونک کر پوچھا۔

"بھئی جنگل میں جاکر خوفناک درندوں کو مارنا۔ اسے شکار کھیلنا کہتے ہیں"۔ چلوسک کی بجائے ملوسک نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"درندے تو بڑے مارے ہیں مگر شکار، میں تو اب بھی نہیں سمجھا"۔ ڈمبالو نے الجھے ہوئے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ڈیلے۔ سمجھ نہیں آئے گی۔ بس ٹھیک ہے۔ میں بادشاہ سلامت سے بات کرتا ہوں پھر ہم شکار کھیلنے چلیں گے"۔ چلوسک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کھیل لونگا"۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔

اور پھر دوسرے روز جب چلوسک ملوسک اور ڈمبالو بادشاہ سلامت سے ملنے کے لئے گئے تو چلوسک نے بادشاہ سے مخاطب ہوکر کہا۔

"بادشاہ سلامت! آپ کے قریب کوئی ایسا جنگل ہے جہاں کثرت سے خوفناک درندے ہوں"؟

"خوفناک درندے۔ کیوں"؟ بادشاہ سلامت نے چونک

کر پوچھا۔

"ہاں! ہم شکار کھیلنا چاہتے ہیں"۔ چلوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم خوفناک درندوں کی بجائے ہرنوں کا شکار کھیلو"۔ بادشاہ سلامت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں بادشاہ سلامت! بھلا ہرنوں کا بھی کوئی شکار ہے۔ ہم تو خوفناک درندوں کا شکار کھیلنا چاہتے ہیں"۔ ملوسک نے جواب دیا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ ایک جنگل ایسا ہے، جہاں خوفناک درندوں کی کثرت ہے مگر وہاں جاکر کوئی زندہ واپس نہیں آتا۔ باقی جنگلوں میں ہماری فوج کے سرداروں نے اس قدر شکار کھیلا ہے کہ اب وہاں خوفناک درندے تو کبھی کبھار ہی نظر آتے ہیں"، بادشاہ سلامت نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کونسا جنگل ہے جہاں جاکر کوئی واپس نہیں آتا۔ میں بات سمجھا نہیں"۔ چلوسک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس جنگل کا بادشاہ ایک بہادر انسان طارزن ہے اور وہ اپنے جنگل میں کسی دوسرے غیر ملکی کا وجود

برداشت نہیں کرسکتا اور پھر جنگل کے تمام درندے
اس کے وفادار ہیں۔ وہ ان کی زبانیں جانتا ہے اور
اُن سے اُن کی زبان میں بات کرتا ہے چنانچہ جب
بھی کوئی وہاں جاتا ہے۔ ٹارزن اُسے ختم کر دیتا
ہے" بادشاہ سلامت نے کہا۔

"مگر ایک انسان کیسے سب کو ختم کرسکتا ہے"؟
چلوسک نے تعجب آمیز لہجے میں کہا۔

" وہ بے حد طاقتور ہے۔ انتہائی چالاک اور ذہین
شخص ہے۔ چونکہ اس کی تمام زندگی جنگل میں گزری
ہے اس لئے وہ جنگل کے ایک ایک پتّے سے
واقفیت رکھتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ جب چاہے
مقابل پر شیروں، چیتوں، ہاتھیوں اور ریچھوں کی فوج
چڑھا دیتا ہے اس طرح وہ ہمیشہ کامیاب رہا ہے
اور اب تو کوئی شخص اس کے جنگل میں گھسنے کی
ہمت نہیں رکھتا" بادشاہ سلامت نے جواب دیا۔

"آخر وہ کیوں اس جنگل میں کسی غیر کو نہیں
آنے دیتا؟ اس کی کوئی خاص وجہ"؟ چلوسک نے پوچھا۔

" معلوم نہیں۔ بہرحال کوئی وجہ ہوگی"۔ بادشاہ سلامت
نے جواب دیا۔

"بس ٹھیک ہے ہم وہاں جائیں گے۔ شکار بھی
کھیلیں گے اور ٹارزن سے بھی ملاقات کریں گے۔
آپ ہمیں وہاں پہنچانے کا بندوبست کریں"۔ چلوسک نے
فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

بادشاہ نے بےحد اصرار کیا کہ وہ ٹارزن کے جنگل
میں شکار کھیلنے کا ارادہ ترک کردیں مگر چلوسک ملوسک
بھی دھن کے پکے تھے اس وہ اپنی بات پر
ڈٹے رہے۔

"اچھا اگر تم ضد کرتے ہو تو۔ ٹھیک ہے۔ ٹارزن
کا جنگل سمندر کے شمالی کنارے پر واقع ہے۔ کل
ایک بحری جہاز تجارتی سامان لے کر جا رہا ہے۔ میں
اس کے کپتان کو حکم دے دونگا کہ وہ اپنے راستے
میں ذرا سی تبدیلی کرکے تمہیں ٹارزن کے جنگل میں
اتار دے۔ پھر وہ جہاز ایک ماہ بعد واپس لوٹے
گا اور ایک روز تک تمہارا انتظار کرے گا" بادشاہ
سلامت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکار کے لئے ایک ماہ کافی ہے"۔
چلوسک ملوسک نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

" اب تم آرام کرو۔ میں سب انتظامات کرا دیتا

ہوں۔ کل تم جانے کے لئے تیار ہو جاؤ" بادشاہ سلامت نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔ کیونکہ کافی عرصے بعد ایک دلچسپ جدوجہد کا موقع انہیں مل رہا تھا۔

وہ دل ہی دل میں ٹارزن سے ملنے کے لئے بے چین تھے جس کی دہشت سمندر پار تک پھیلی ہوئی تھی۔

ڈمبالو بحری جہاز میں سوار ہو کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے زندگی میں کبھی بحری جہاز نہیں دیکھا تھا اس لئے وہ حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

"یہ جہاز کس جادو سے چلتا ہے"؟ ڈمبالو نے ایک روز چلوسک سے پوچھ ہی لیا۔

"پٹرول سے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"پٹرول سے۔ تمہارا مطلب ہے کہ اسی زمینی جادو سے"۔ ڈمبالو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! اسی زمینی جادو سے"۔ چلوسک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا وہ زمینی جادو اس قدر طاقتور ہے کہ اتنے بڑے محل کو چلالے"؟ ڈمبالو کی آنکھیں حیرت سے پھیلی

ہوئی تھیں۔

"ہاں یہ جادو بے حد طاقتور ہے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"کیا مجھ سے بھی زیادہ طاقتور ہے یہ زمینی جادو"؟ اچانک ڈمبالو نے چونک کر کہا۔

"ظاہر ہے۔ دیکھ لو۔ بھلا تم اس جہاز کو چلا سکتے ہو۔ جبکہ زمینی جادو اسے چلا رہا ہے۔ پھر وہ تم سے زیادہ طاقتور ہوا"۔ چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھو چلوسک! تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ میں دیوزاد ہوں۔ انتہائی طاقت ور۔ اگر تمہیں اعتبار نہیں تو تم جہاز روک لو۔ پھر میں اسے چلا کر دکھاتا ہوں"۔ ڈمبالو نے غصے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوتے کہا۔

"کیا واقعی تم اتنے بڑے جہاز کو چلا لوگے"؟ چلوسک نے ہنستے ہوتے کہا۔ وہ ابھی تک ڈمبالو کی حالت سے لطف لے رہا تھا۔

"ہاں! ایک بار کہہ جو دیا کہ ہاں"۔ ڈمبالو نے غصے سے پیر پٹختے ہوتے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ چلوسک کوئی جواب دیتا۔ جہاز کا کیپٹن وہاں آگیا۔

"کیا بات ہے جناب مسٹر ڈمبالو غصے میں معلوم

ہوتے ہیں"۔ کیپٹن نے مودبانہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے علم تھا کہ چلوسک ملوسک اور ڈمبالو شاہی مہمان ہیں۔ پھر جب چلوسک نے اسے بات بتائی تو وہ بھی بے اختیار ہنسنے لگا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ بری طرح ہاتھ پیر مارنے لگا۔

ڈمبالو کیپٹن کو ہنستا دیکھ کر غصے سے پاگل ہوگیا تھا۔ اور اس نے کیپٹن کی گردن پکڑ لی تھی اور ظاہر ہے کہ جب ڈمبالو جیسا دیوزاد کسی کی گردن پکڑ لے تو اس کا یہی حشر ہونا چاہیے۔

"روکو اس جہاز کو۔ جلدی روکو"۔ ڈمبالو نے غصے سے اس ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے کہا۔ جس سے اس نے کیپٹن کی گردن پکڑی ہوئی تھی اور کیپٹن کسی حقیر کھلونے کی طرح اس کے ہاتھ کے ساتھ ساتھ ڈولنے لگا۔

"ارے ارے چھوڑ دو اسے۔ یہ مر جائیگا"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا۔

"اسے کہو کر جہاز روکے۔ میں اسے جہاز چلا کر دکھاتا ہوں"۔ ڈمبالو نے اپنے ہاتھ کو ایک اور جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا جیسے تم کہوگے ویسے ہی کریگا۔ اب

"چھوڑ دو اسے"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور ڈمبالو نے کیپٹن کو چھوڑ دیا۔

کیپٹن مری ہوئی چھپکلی کی طرح زمین پر گر پڑا۔ چند لمحوں تک وہ زمین پر پڑا گہرے گہرے سانس لیتا رہا۔ پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسل رہا تھا۔

"جلدی کرو جہاز روکو"۔ ڈمبالو نے کیپٹن کی طرف پھر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں روکتا ہوں"۔ کیپٹن خوف کی شدت سے اچھل کر کھڑا ہوگیا اور پھر تیزی سے انجن روم کی طرف بڑھنے لگا۔

"ڈمبالو تم غلطی کر رہے ہو۔ یہ جہاز بہت بڑا ہے تم اسے نہیں دھکیل سکوگے۔ خوامخواہ شرمندگی اٹھانی پڑے گی"۔ چلوسک نے ڈمبالو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں چلوسک! میں زمینی جادو سے زیادہ طاقتور ہوں۔ تم دیکھنا کہ میں زمینی جادو سے کہیں زیادہ تیز رفتاری سے جہاز کو چلا سکتا ہوں"۔ ڈمبالو ابھی تک اپنی ضد پر قائم تھا۔

اتنے میں ملوسک بھی وہاں آگیا۔ پھر جب اسے تمام واقعہ کا علم ہوا تو اس نے بھی ڈمبالو کو سمجھایا مگر وہ اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا۔

پھر انہوں نے محسوس کیا کہ جہاز کی رفتار آہستہ ہونے لگی ہے اور تھوڑی دیر بعد جہاز سمندر میں ٹھہر گیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن انجن روم سے نکل کر واپس آگیا۔ اب اس کی حالت درست معلوم ہوتی تھی۔

"مسٹر چلوسک! ایک بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کیونکہ آپ شاہی مہمان ہیں اس لئے مجھے ڈر ہے کہ بعد میں مجھے شاہی عتاب کا سامنا نہ کرنا پڑے"۔ کیپٹن نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"وہ کیوں"؟ چلوسک نے چونک کر پوچھا۔

"سمندر کے اس حصے میں دیوہیکل شارک مچھلیاں رہتی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کا ساتھی سمندر میں کودے اور شارک مچھلیاں اس پر حملہ کر دیں"۔ کیپٹن نے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے"؟ ڈمبالو شاید کیپٹن کی بات نہ سمجھ سکا تھا۔

"ڈمبالو! تم جہاز چلانے کا شوق کسی اور جگہ پورا کرلینا۔ یہاں سمندر میں خوفناک شارک مچھلیاں رہتی ہیں وہ تمہاری تکہ بوٹی کر دیں گی"۔ چلوسک نے ڈمبالو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مچھلیاں! کمال ہے۔ اب ڈمبالو مچھلیوں سے ڈرنے لگ جائے، چلوسک تم میری توہین کر رہے ہو"۔ ڈمبالو کو ایک بار پھر غصہ آگیا۔

پھر اس سے پہلے کہ چلوسک ملوسک اُسے شارک مچھلیوں کے بارے میں تفصیل سے بتاتے۔ ڈمبالو اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر دوڑتا ہوا سیدھا عرشہ پر گیا اور دوسرے لمحے اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ چلوسک، ملوسک، کیپٹن اور دوسرے ملاح تیزی سے عرشہ کے کنارے کی طرف دوڑے۔ وہ سب غور سے سمندر کے اس حصے کو دیکھ رہے تھے جہاں ڈمبالو نے چھلانگ لگائی تھی۔

چلوسک ملوسک نے اپنے پستول نکال لئے تھے تاکہ اگر ضرورت پڑے تو وہ شارک مچھلیوں کا خاتمہ کرسکیں۔

ڈمبالو نے چونکہ انتہائی غصے کے عالم میں کافی دور سے بھاگ کر سمندر میں چھلانگ لگائی تھی اس لئے پہلے تو اس کا بھاری بھرکم جسم تیزی سے سمندر کی تہہ میں اترتا چلا گیا۔ مگر جلد ہی سمندر نے اُسے سطح کی طرف اچھالنا شروع کر دیا مگر چونکہ ڈمبالو کو سمندر میں تیرنے اور غوطہ لگانے میں مہارت حاصل تھی اس لئے اس نے سمندر کی سطح پر آنے کی بجائے اپنے آپ کو درمیان میں ہی سنبھال لیا۔ بحری جہاز کا بہت بڑا سایہ اُسے پانی کے اندر صاف نظر آرہا تھا اور یہاں سے بحری جہاز کا مجسمہ دیکھ کر ڈمبالو کی آنکھوں میں تاریکی سی چھا گئی۔ بحری جہاز واقعی کسی بڑے محل

جتنا وسیع تھا اور ظاہر ہے کہ ڈمبالو کتنا ہی طاقتور
کیوں نہ ہو۔ اب اتنے بڑے جہاز کو دھکیلنا اس
کے بس سے باہر تھا۔ مگر اب کیا ہوسکتا تھا؟
اب تو وہ چھلانگ لگا چکا تھا۔ اس لئے اس نے
کوشش کر لینے میں کوئی ہرج نہ سمجھا اور غوطہ
لگاکر تیزی سے جہاز کے نیچے کی طرف بڑھتا چلا
گیا۔ پھر جیسے ہی وہ جہاز کے عین درمیان میں
پہنچا۔ وہ اچانک چونک پڑا۔ کیونکہ سمندر کی پُرسکون
لہروں میں اچانک تلاطم سا برپا ہوگیا۔ یوں لگتا
تھا جیسے پانی کی لہریں کسی کے اچانک آ جانے
پر احتجاج کے طور پر اچھل کود میں مصروف ہوگئی
ہوں مگر دوسرے لمحے ڈمبالو یہ دیکھ کر حیران رہ
گیا کہ ایک پورا جزیرہ سمندر میں تیرتا ہوا تیزی
سے اس کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔

"یہ کیا چیز ہے"؟ ڈمبالو نے اپنے موٹے دماغ
پر زور دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر جب وہ جزیرہ سا اس کے قریب
آگیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ ایک
مچھلی تھی پورے جزیرے جتنی بڑی اور انتہائی خوفناک

"اوہ! تو وہ چلوسک اسی مچھلی کے متعلق کہہ رہا
تھا کہ بڑی خوفناک ہوتی ہے"۔ ڈمبالو نے سوچا مگر
اُسے مزید سوچنے کی مہلت ہی نہ ملی اور خوفناک
مچھلی نے بڑی پھرتی سے اس پر حملہ کردیا۔ مچھلی
کا حملہ اتنا اچانک اور خوفناک تھا کہ ڈمبالو سنبھل
ہی نہ سکا اور ایک زور دار دھکے سے وہ اس
قدر تیزی سے دُور تک تیرتا چلاگیا کہ جہاز کے
دوسرے کنارے تک پہنچ گیا۔ پھر اس سے پہلے
کہ وہ سنبھلتا، خوفناک مچھلی انتہائی تیز رفتاری سے
اپنا غار جیسا منہ کھولے اس کی طرف بڑھتی چلی
آئی۔ منہ میں اس کے لمبے لمبے اور تیز دانت
انتہائی خوفناک معلوم ہورہے تھے۔

پانی میں شدید ہلچل کی وجہ سے جہاز کا سایہ
بھی بُری طرح ڈول رہا تھا۔ مگر اب ڈمبالو سنبھل
گیا تھا اور مچھلی سے دو دو ہاتھ کرنے کے
لئے تیار ہوگیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی مچھلی اس
کے قریب آئی۔ ڈمبالو نے انتہائی تیزی سے پانی
میں غوطہ لگا دیا۔ مچھلی نے بھی اس کے پیچھے
ہی غوطہ لگایا مگر اپنے پہاڑ جیسے جسم کی وجہ

سے وہ اس قدر تیزی نہ دکھاسکی جس قدر ڈمبالو
نے دکھائی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ڈمبالو غوطہ
لگاکر مچھلی کے عین نیچے پہنچ گیا اور پھر اس
نے ایک چھلانگ لگائی اور وہ مچھلی کے چکنے جسم
سے چمٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مچھلی
کا ایک گلپھڑہ پکڑ لیا۔

مچھلی نے جیسے ہی محسوس کیا کہ اس کا
شکار اس کے جسم سے چمٹ گیا ہے تو اس نے
انتہائی تیزی سے پانی میں قلابازیاں کھانی شروع کر
دیں۔ مگر ڈمبالو اس بری طرح چمٹا ہوا تھا کہ
مچھلی کی بے پناہ کوششوں کے باوجود وہ اس کے
جسم سے علیحدہ نہ ہوا۔

مچھلی کے اس طرح قلابازیاں کھانے سے پانی
میں اس قدر ہلچل مچی کہ جہاز کا سایہ اس بری
طرح ڈولنے لگا جیسے وہ چند ہی لمحوں میں
الٹ جائے گا۔ اور پھر جب ایک بار پھر مچھلی
کی قلابازی کی وجہ سے ڈمبالو اوپر آیا تو اس
نے دیکھا کہ جہاز کا سایہ انتہائی تیز رفتاری سے
دور ہوتا چلا جارہا تھا۔ شاید کیپٹن نے گھبرا کر

جہاز چلانے کا حکم دے دیا تھا۔

اب ڈمبالو سوچ رہا تھا کہ مچھلی کا خاتمہ کس
طرح کرے۔ اس کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہ تھا
اور ظاہر ہے کہ خالی ہاتھوں سے وہ اس قدر
بڑی مچھلی کا خاتمہ نہ کرسکتا تھا۔ اس لئے بس
وہ مچھلی کے ستون جیسے گلپھڑے کو پکڑ کر اس
کے جسم کے ساتھ چمٹا ہی رہا۔

مچھلی نے چند لمحوں تک مسلسل قلابازیاں کھانے
کے بعد جب یہ محسوس کیا کہ ڈمبالو اس کے جسم
سے علیحدہ نہیں ہوا تو اس نے اپنا منہ سمندر کی
سطح کی طرف کیا اور پھر وہ انتہائی تیزی سے
سطح پر بلند ہوتی چلی گئی۔ اس کی رفتار اس قدر تیز
تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے کوئی خلائی راکٹ فضا میں
پرواز کررہا ہو۔

اور پھر ڈمبالو یہ دیکھکر حیران رہ گیا کہ مچھلی
تیزی سے بلند ہوتی ہوتی تیزی سے سمندر کی سطح
سے بھی پندرہ فٹ فضا میں اٹھتی چلی گئی۔ اور
عین اسی لمحے ڈمبالو مچھلی کی اس ترکیب کو سمجھ
گیا کہ مچھلی فضا میں بلند ہوکر اس رخ پر واپس

نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو کافی دور پانی میں شدید ہلچل تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہاں مچھلیوں کا غول موجود ہے۔ اب اس نے سطح سمندر پر رہ کر تیزی سے جہاز کی طرف تیرنا شروع کردیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ جہاز کے قریب پہنچ گیا جہاز کے عرشے سے ایک مضبوط رسہ نیچے لٹکا دیا گیا جو سیڑھی کی شکل کا بنا ہوا تھا۔ اس لئے ڈمبالو تیزی سے اس پر چڑھتا ہوا عرشے پر پہنچ گیا۔ وہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔

"بہت خوب ڈمبالو! تم واقعی زیلنی جادو سے بھی زیادہ طاقتور ہو۔ دیکھو تم نے کتنی دور تک جہاز کو چلالیا ہے"۔ چلوسک نے اس کے عرشے پر پہنچتے ہی کہا۔ اور پھر ملوسک جہاز کے کیپٹن سمیت تمام ملاحوں نے بھی بیک آواز چلوسک کی ہاں میں ہاں ملائی اور ڈمبالو کا سینہ فخر سے پھول گیا۔

وہ عرشہ پر لیٹا ہوا بری طرح ہانپ رہا تھا۔

"اور پھر دیکھو ملوسک! ڈمبالو نے کس خوبصورتی سے خوفناک مچھلی کو دھوکہ دیا۔ وہ بھی سوچتی ہوگی کہ کس سے پالا پڑگیا ہے"۔ چلوسک نے ڈمبالو کو خوش

کرنے کے لئے کہا۔

"ہاں بھئی! زبردست جنگ تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ ڈمبالو کامیاب رہا اور اس نے نہ صرف مچھلی کو خوب چکر دیئے بلکہ اس کا خاتمہ بھی کردیا"۔ ملوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر چلوسک! وہ مچھلی مری کیسے"؟ اچانک ڈمبالو نے پوچھا۔

"تم نے اسے مارا ہے"۔ چلوسک نے لہجے کو بڑی مشکل سے سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے، مگر میں نے اسے کیسے مارا"؟ ڈمبالو پوری سنجیدگی سے سوچنے لگا۔

"بھئی تمہیں یاد ہے کہ جب اس نے تمہیں دم ماری تھی اور تم فضا میں اچھل گئے تھے"۔ چلوسک نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں یاد ہے"۔ ڈمبالو اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اب اس کی سانس معمول پر آگئی تھی۔

"پھر جب تم نے فضا میں چھلانگ لگائی تھی تو تمہیں یاد ہوگا کہ مچھلی تیزی سے تمہاری طرف بڑھی تھی"۔ چلوسک نے کہا۔

"ہاں ہاں مجھے پوری طرح یاد ہے۔" ڈمبالو نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"بس اُسی وقت تمہارا پیر پوری قوت سے مچھلی کے نازک حصّے پر پڑا اور مچھلی کے جسم کے ٹکڑے اُڑ گئے۔ ہم عرشہ سے صاف دیکھ رہے تھے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"ہاں ہاں اب مجھے یاد آگیا ہے کہ میرا پیر اُسے لگا تھا۔" ڈمبالو نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔

"بس وہ مچھلی ختم ہوگئی۔" چلوسک نے جواب دیا اور ڈمبالو کا سینہ ایک بار پھر فخر سے پھول گیا اور ملوسک اُسی لمحے اٹھ کر وہاں سے بھاگ گیا۔ اب اس سے ہنسی روکنا ناممکن ہوگیا تھا۔

"چلو اچھا ہوا کہ تم لوگوں نے دیکھ لیا ورنہ ہوسکتا تھا کہ تم یقین نہ کرتے۔" ڈمبالو نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"واہ! ہم کیسے یقین نہ کرتے۔ البتہ کیپٹن اور ملاحوں کو یقین نہ آتا۔ مگر اب تو وہ تمہاری طاقت اور پھرتی دیکھ کر تمہاری بڑی تعریف کر رہے تھے۔"

چلوسک نے جواب دیا۔

"اگر اب بھی وہ میری تعریف نہ کرتے تو گردن نہ توڑ دیتا ان کی۔" ڈمبالو نے غصیلے لہجے میں کہا اور چلوسک نے سر ہلا دیا۔

ڈمبالو کو چونکہ اب بھوک لگ گئی تھی اس لئے وہ اٹھ کر کھانے کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ یوں اکڑ کر چل رہا تھا جیسے اس نے آدھی دنیا فتح کر لی ہو۔ جب کہ چلوسک کی آنکھوں میں بے پناہ شوخی جھلکیاں مار رہی تھی۔

ٹارزن منکو کو کاندھے پر بٹھائے انتہائی تیز رفتاری سے درختوں کی شاخوں پر جھولتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اُسے کل ہی افریقہ کے شمالی جنگل میں بسنے والے ایک قبیلے کے سردار کا پیغام ملا تھا کہ وہ کسی بہت بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہے اس لئے ٹارزن اس کی مدد کے لئے آئے۔ سردار چونکہ ٹارزن کا بہت اچھا دوست تھا اس لئے ٹارزن نے پیغام ملتے ہی شمالی جنگل میں جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ٹارزن کے جنگل سے شمالی جنگل تقریباً دس روز کے سفر کے فاصلے پر تھا۔ اس لئے ٹارزن ہر ممکن تیزی سے سفر کر رہا تھا تاکہ جلد از جلد اپنے دوست

کی مدد کے لئے پہنچ جائے۔

"سردار! ایسا نہ ہو کہ ہم اُدھر جائیں اور پیچھے ہمارے جنگل پر کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے"۔ اچانک منکو نے ٹارزن کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"کیسی مصیبت"؟ ٹارزن نے چونک کر پوچھا۔

"کسی طرح کی بھی۔ بس میرا دل کہہ رہا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہوگا ضرور"۔ منکو نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارا وہم ہے منکو! کچھ نہیں ہوگا۔ ہم پہلے بھی تو جاتے رہے ہیں۔ ویسے میں نے کالے شیر نسو کو بلا کر جنگل کی حفاظت کے لئے کہہ دیا ہے"۔ ٹارزن نے جواب دیا۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو"۔ منکو نے جواب دیا اور خاموش ہو رہا۔

ٹارزن خاصی تیز رفتاری سے سفر کرتے کرتے اچانک ایک جھٹکے سے رک گیا اور منکو نے چونک کر پوچھا۔

"کیا بات ہے سردار"؟

"وہ دھواں دیکھ رہے ہو۔ سامنے والے جنگل کو

آگ لگ گئی ہے"۔ ٹارزن نے دُور آسمان پر نظریں
جماتے ہوئے کہا۔

"ہاں! واقعی بڑی خوفناک آگ ہے"۔ منکو نے
جواب دیا۔

"جنگلوں میں آگ تو لگتی ہی رہتی ہے مگر میں
سوچ رہا ہوں کہ اب اپنے دوست کے پاس پہنچنے
کے لئے مجھے لمبا چکر کاٹنا پڑے گا"۔ ٹارزن نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ سردار یہیں سے واپس چلے جائیں اور
دو چار روز بعد جب آگ بجھ جائے پھر آئیں"۔ منکو
نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں منکو، دوست مصیبت میں ہو تو انسان کو
اس تک ضرور پہنچنا چاہیئے"۔ ٹارزن نے فیصلہ کن لہجے
میں کہا اور پھر اس نے اپنا رخ موڑ دیا۔

"مگر سردار! جس طرف تم جا رہے ہو اس طرف
تو راستے میں سفید چیتوں کا جنگل آتا ہے اور تمہیں
اچھی طرح معلوم ہے کہ سفید چیتے کس قدر خوفناک
اور پھرتیلے ہوتے ہیں"۔ منکو نے اس بار سہمے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے مگر کوئی بات نہیں دیکھا جائے
گا۔ مجھے بس ایک ہی فکر ہے کہ میرا دوست مصیبت
میں ہے"۔ ٹارزن نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا۔
اب بھلا منکو کیا کہتا، خاموش رہا۔ ٹارزن نے اپنا
سفر جاری رکھا۔

تقریباً تین گھنٹوں تک مسلسل سفر کرنے کے بعد
آخرکار وہ سفید چیتوں کے جنگل کے کنارے پر پہنچ
چکے تھے۔ چونکہ شام ہونے والی تھی اس لئے ٹارزن
نے کچھ دیر وہیں آرام کرنے کا پروگرام بنایا۔ وہ
سفید چیتوں کے جنگل میں تازہ دم ہوکر داخل ہونا
چاہتا تھا۔

"سردار! کیوں نہ رات کو یہیں آرام کیا جائے اور
صبح سفید چیتوں کے جنگل میں داخل ہوا جائے۔ رات
کے وقت تو جنگل کے تمام چیتے باہر نکل آتے ہیں"
منکو نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"منکو! تم کب سے اتنے بزدل ہوگئے ہو۔ اگر
تمہیں اپنی جان کا اتنا ہی خوف ہے تو تم یہیں سے
واپس چلے جاؤ"۔ ٹارزن نے اس بار غصے سے
پھنکارتے ہوئے کہا۔

"نہیں سردار! ایسی بات نہیں۔ میں تو بس ویسے ہی کہہ رہا تھا" منکو نے سہمے ہوتے لہجے میں کہا اور درخت کی گھنی شاخوں میں دبک کر بیٹھ گیا۔

تقریباً دو گھنٹے تک آرام کرنے کے بعد ٹارزن نے ایک بار پھر منکو کو اپنے کاندھے پر بٹھایا اور پھر انتہائی تیزی سے شاخوں پر جھولتا ہوا سفید چیتوں کے جنگل میں داخل ہوگیا۔ اس کے کاندھے پر بیٹھا ہوا منکو سفید چیتوں کے تصور سے ہی سہما جارہا تھا مگر ٹارزن کے غصے کی وجہ سے وہ خاموش تھا۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ جب ٹارزن ایک بار کسی بات کا فیصلہ کرلے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کا فیصلہ نہیں بدل سکتی۔

سفید چیتوں کے جنگل میں سفر کرتے ہوئے انہیں ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک ایک جگہ پر ٹارزن ٹھٹھک کر رک گیا۔ اسے قریب سے ہی چیتے کی خوفناک غراہٹ سنائی دی تھی۔ غراہٹ سے معلوم ہو رہا تھا کہ چیتا حملہ کرنے والا ہے۔

ٹارزن نے اپنے کندھے کو مخصوص انداز میں جھٹکا اور منکو اس اشارے کو بخوبی سمجھتا تھا اس لئے

چھلانگ مار کر اوپر والی شاخ پر چڑھ گیا۔

ٹارزن کی تیز نظریں سرچ لائٹ کی طرح ادھر ادھر گھوم رہی تھیں مگر نہ ہی اسے کوئی چیتا نظر آیا اور نہ ہی دوبارہ غراہٹ محسوس ہوئی تھی۔ اس وقت ٹارزن ایک مضبوط درخت کے دو شاخہ تنے پر پیر جمائے کھڑا ہوا تھا۔

ٹارزن ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ آگے بڑھے یا چیتے کو تلاش کرے کہ اچانک ایک زبردست غراہٹ سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ ٹارزن سنبھلتا ایک بھاری بھرکم شے پوری قوت سے اس کے جسم سے ٹکرائی اور پھر اسے لئے ہوئے زمین پر آرہی۔ نیچے گرتے ہی ٹارزن نے قلابازی کھائی اور پھر یوں اٹھ کر کھڑا ہوگیا جیسے اس کا جسم گوشت پوست کی بجائے سپرنگوں کا بنا ہوا ہو۔ خنجر زیر جامے سے نکل کر اس کے ہاتھ میں پہنچ چکا تھا۔ اس پر حملہ کرنے والا ایک خوفناک سفید چیتا تھا۔ جو شائد اس درخت سے ملے ہوئے درخت کی گھنی شاخوں میں چھپا بیٹھا تھا۔ اس لئے ٹارزن کو نظر نہ آسکا تھا۔

ٹارزن کے ساتھ ہی وہ خوفناک چیتا بھی اچھل کر کھڑا ہوگیا تھا۔ اس کے خوفناک دانت ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے اور خون کی طرح سرخ اور چمکدار آنکھیں ٹارزن پر جمی ہوئی تھیں۔

ٹارزن کو معلوم تھا کہ چیتا اس وقت انتہائی غصے میں ہے اور کسی بھی لمحے بجلی کی سی تیزی سے اس پر حملہ کرنے والا ہے۔ چنانچہ اس کا جسم یوں تن گیا جیسے ڈھیلی رسی تن جاتی ہے۔ اور پھر وہی ہوا۔ بجلی کی سی تیزی سے چیتے نے اس پر حملہ کردیا مگر اس کے مقابلے میں بھی ٹارزن تھا اس نے انتہائی پھرتی سے غوطہ لگایا اور اس کی زد سے صاف بچ گیا مگر سفید چیتا بھی بےحد پھرتیلا اور عیار تھا۔ جیسے ہی اس نے محسوس کیا کہ ٹارزن غوطہ لگاکر اس کی زد سے بچ نکلا ہے تو وہ انتہائی تیزی سے مڑکر ایک بار پھر ٹارزن پر آپڑا۔ اس بار ٹارزن اس کی زد میں آگیا اور دھکے لگنے سے اس کا خنجر اس کے ہاتھ سے نکل کر کہیں دور جاگرا۔

اس اچانک حملے سے ایک بار تو ٹارزن بھی بوکھلا گیا مگر دوسرے لمحے جب اس نے سفید چیتے کے خوفناک دانت انتہائی تیزی سے اپنے گلے کی طرف بڑھتے محسوس کئے تو وہ پوری طرح ہوش میں آگیا۔

اس وقت پوزیشن یہ تھی کہ ٹارزن پشت کے بل زمین پر گرا ہوا تھا اور بھاری بھرکم خوفناک چیتا اس پر چڑھا ہوا اس کا گلا اپنے دانتوں میں چبانا ہی چاہتا تھا۔

ٹارزن نے انتہائی پھرتی سے اپنی ٹانگیں سمیٹیں اور پھر اس نے چیتے کو ٹانگوں کے زور پر اچھالنے کی کوششیں کی مگر چیتا اس کے اندازے سے زیادہ پھرتیلا اور طاقتور نکلا۔ اس نے بھی اپنا جسم یکدم سمیٹ لیا تھا اور ٹارزن کا یہ داؤ خالی چلا گیا۔ اب اس کے دانت ٹارزن کے گلے سے چند انچ کے فاصلے پر تھے کہ اچانک کوئی چیز چیتے کی پشت پر پوری قوت سے لگی۔ اور چیتا یکدم جھٹک کر ایک طرف ہٹ گیا اور ٹارزن کو اس پر قابو پانے کا موقع مل

گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اپنے جسم کو سیدھا
کیا اور پھر وہ چیتے کے سے ہی انداز میں
اچھل کر چیتے پر جاگرا۔ پھر اس سے پہلے کہ
چیتا کچھ سنبھلتا۔ ٹارزن نے اچانک اپنے جسم کو
سمیٹا اور پھر وہ زمین سے نہ صرف خود اٹھتا
چلا گیا بلکہ اس نے بھاری بھرکم چیتے کو بھی
دونوں ہاتھوں پر اٹھاکر پوری قوت سے زمین پر
دے مارا۔

چیتا زمین پر گرتے ہی تیزی سے اچھل کر
سیدھا ہوگیا مگر عین اسی لمحے ٹارزن نے اس
پر چھلانگ لگا دی اور اس بار ٹارزن اس کی
پشت پر سوار ہوگیا اور پھر اس کے دونوں ہاتھ
چیتے کے خوفناک منہ کے کونوں میں گھستے چلے
گئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت
سے اپنا خوفناک نعرہ مارا اور اس کے نعرے
کی گونج میں چیتے کی زوردار غراہٹ بلند ہوئی
اور پھر چیتے کا جسم ٹارزن کے جسم کے نیچے
پھڑکتا رہ گیا۔ ٹارزن نے اسے گردن تک چیر
کر رکھ دیا تھا۔ چند لمحوں بعد چیتا ٹھنڈا

پڑگیا۔

"بہت خوب سردار، بہت خوب! بہت دنوں بعد
اتنی خوفناک جنگ دیکھی ہے۔" درخت پر سے منکو
کی آواز سنائی دی۔

"تمہارا بھی شکریہ منکو! تم نے عین وقت پر
چیتے کی کمر پر کوئی چیز مارکر اُسے بھڑکا دیا تھا۔"
ٹارزن نے مسکراتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اُسے
اپنے خنجر کی تلاش تھی۔

"ارے وہ تو میں بس نشانے بازی کی مشق کررہا
تھا اور پھر میری خوش قسمتی کہ ایک پھل ٹھیک
نشانے پر بیٹھا۔" منکو نے بڑے انکسارانہ لہجے میں
کہا اور ٹارزن اس کے لہجے پر بے اختیار ہنس پڑا۔
اب وہ اپنا خنجر ڈھونڈ چکا تھا۔ خنجر ہاتھ میں
لیتے ہی ٹارزن مردہ چیتے پر پل پڑا۔

"ارے ارے سردار! مرے ہوتے کو کیوں مار
رہے ہو۔" منکو نے چونک کر پوچھا۔

"اپنی حفاظت کا بندوبست کررہا ہوں۔ ظاہر ہے
اب میں ساری عمر تو اس جنگل کے چیتوں سے
لڑنے میں نہیں گزار سکتا۔ مجھے اپنے دوست کی

مدد کے لئے بھی پہنچنا ہے۔" ٹارزن نے خنجر کو
تیزی سے چلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس کے ہاتھ
چلانے کے انداز سے ہی منکو سمجھ گیا کہ ٹارزن
سفید چیتے کی کھال اتارنے میں مصروف ہے۔

تھوڑی دیر بعد ٹارزن سفید چیتے کی کھال اتار
چکا تھا۔ اس نے گھاس اکھاڑ کر اس سے کھال
کا اندرونی حصہ اچھی طرح رگڑ رگڑ کر صاف کیا
اور پھر سفید چیتے کی کھال اپنے جسم پر اس
طرح سے اوڑھ لی کہ اگر وہ دونوں ہاتھوں اور
پیروں کے بل چلنا شروع ہو جائے تو کوئی پہچان
بھی نہ سکے کہ وہ انسان ہے یا چیتا۔ اور یہی
کچھ ٹارزن چاہتا بھی تھا۔ ظاہر ہے اس کھال کی
موجودگی میں جنگل کے سفید چیتے اُسے بھی اپنا ہی
ساتھی سمجھ لیں گے اور اس کا راستہ نہ روکیں
گے۔

چنانچہ کھال اوڑھ کر ٹارزن بڑی آسانی سے سفر
کرتا ہوا آخرکار سفید چیتوں کے جنگل کو پار کر گیا
راستے میں یوں تو بے شمار چیتے نظر آئے مگر چیتے
کی کھال کی بنا پر کسی چیتے نے مڑ کر بھی ٹارزن

کی طرف نہ دیکھا اور منکو ٹارزن کی ذہانت پر
دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔

"آؤ منکو! اب باقی سفر زیادہ تیزی سے طے
کریں تاکہ جلد از جلد اپنے دوست تک پہنچ سکیں؟"
ٹارزن نے کہا اور پھر اس نے منکو کو اپنے
کاندھے پر بٹھایا اور درختوں کی شاخوں سے جھولتا
ہوا انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

سمندر میں تقریباً آٹھ دن تک سفر کے بعد
آخرکار انہیں دُور سے زمین نظر آنے لگی۔ جہاز کا
رخ اُسی زمین کی طرف ہی تھا۔
"کیا یہی ٹارزن کا جنگل ہے"؟ چلوسک نے کیپٹن
سے پوچھا۔
"ہاں! یہ اس وسیع و عریض جنگل کا شمالی کونہ ہے
مگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آپ اتنے
خوفناک جنگل میں کیوں جا رہے ہیں جبکہ آپ کے
پاس کافی اسلحہ بھی نہیں ہے"؟ کیپٹن نے حیرت بھرے
لہجے میں پوچھا۔
"ہم وہاں شکار کھیلنے کے لئے جا رہے ہیں"۔ چلوسک
نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"شکار کھیلنے اور خالی ہاتھ"؟ کیپٹن کے لہجے میں
حیرت نمایاں ہوگئی۔
"ہاں کیوں کیا بات ہے"؟ چلوسک نے پوچھا۔
"پھر تو تم لوگ خودکشی کرنے جا رہے ہو۔ اس
جنگل میں درندوں کی اس قدر کثرت ہے کہ تم
لوگ کسی طرح بچ ہی نہیں سکتے اور اگر درندوں
سے بچ بھی گئے تو ٹارزن تمہیں زندہ نہیں چھوڑے
گا"۔ کیپٹن نے جواب دیا۔
"ہمارے پاس شعاعی پستول ہیں اور پھر ڈمبالو
جیسا طاقتور ساتھی ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں اور کسی
اسلحے کی کیا ضرورت ہے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔
"یہ تمہارا خیال ہے۔ سینکڑوں، ہزاروں شیروں، چیتوں
اور خوفناک ریچھوں کے مقابلے میں نہ ہی تمہارے
پستول کام آئیں گے اور نہ ہی ڈمبالو کی طاقت"؟
کیپٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"بہرحال جو ہوگا دیکھا جائے گا"۔ چلوسک نے
فیصلہ کُن لہجے میں کہا اور کیپٹن خاموش ہوگیا۔
ظاہر ہے وہ انہیں روک تو نہ سکتا تھا۔
دوسرے روز صبح سویرے ہی جہاز ساحل کے

ساتھ لگ گیا۔ اور پھر ایک کشتی کے ذریعے چلوسک
ملوسک اور ڈمبالو زمین پر اتر گئے۔ کشتی واپس چلی
گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد جہاز مڑ کر واپس جانے
لگا۔ عرشہ پر کھڑے ہوتے ملاحوں اور کیپٹن نے
ہاتھ ہلا ہلا کر انہیں الوداع کہا۔ ان کے چہروں سے
صاف نظر آرہا تھا کہ انہیں یقین ہے کہ وہ ان
تینوں کو دوبارہ کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔ وہ تینوں
ساحل پر اس وقت تک کھڑے رہے جب تک
جہاز ان کی نظروں سے غائب نہ ہوگیا۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے کہیں رات کو رہنے کے
لئے ٹھکانہ ڈھونڈ لیا جائے۔ کیونکہ اتنے خطرناک جنگل
میں رات تو نہیں گزاری جاسکتی"۔ ملوسک نے کہا۔

"ہاں اچھا خیال ہے۔ مجھے دور ساحل کے ساتھ
ساتھ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نظر آرہی ہیں، میرا خیال
ہے وہاں ضرور کوئی ایسا غار ہوگا جہاں ہم اطمینان
سے رات گزار سکتے ہیں"۔ چلوسک نے اشارہ کرتے
ہوئے کہا اور باقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چنانچہ وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے پہاڑی علاقہ
کی طرف بڑھ گئے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں

نے ایک کشادہ مگر انتہائی محفوظ غار تلاش کرلیا۔
ڈمبالو نے اس غار کو اچھی طرح صاف کیا اور
ایک بڑی سی چٹان ڈھونڈ کر اس نے وہ چٹان
غار کے دہانے پر رکھی تو وہ پوری طرح فٹ آگئی
یہ چٹان اتنی بڑی تھی کہ دس آدمی مل کر بھی
اسے نہیں اٹھا سکتے تھے مگر ڈمبالو نے اسے یوں
اٹھا لیا تھا جیسے وہ ایک چھوٹا سا پتھر ہو۔

کچھ دیر غار میں آرام کرنے کے بعد انہوں
نے جنگل میں جانے کا فیصلہ کیا۔ ان کے ساتھ
تھوڑا سا سامان بھی تھا جس میں مرہم پٹی کا
سامان اور کپڑے تھے۔

"دیکھو ڈمبالو! جنگل میں خوفناک درندوں کی کثرت
ہے۔ ہم سب کو انتہائی ہوشیار رہنا ہوگا اور پھر
ہوسکتا ہے کہ ٹارزن سے بھی ملاقات ہو جائے"۔
چلوسک نے غار سے نکل کر ڈمبالو کو سمجھاتے
ہوئے کہا۔

"تم یہاں شکار کھیلنے کے لئے آتے ہو یا
ہوشیار رہنے کے لئے۔ مجھے صحیح بات بتاؤ"۔ ڈمبالو
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بھئی آئے تو شکار کھیلنے کے لیے ہیں مگر شکار کھیلنے کے لیے ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔" چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔" ڈمبالو نے جواب دیا۔

اور پھر وہ تینوں ہوشیاری سے چلتے ہوئے جنگل میں داخل ہوگئے۔

شروع شروع میں جنگل قدرے چھدرا تھا مگر آہستہ آہستہ گھنا ہوتا چلا گیا۔ جنگل میں چھوٹے بڑے بے شمار جانور کثرت سے تھے اور چلوسک ملوسک کے ساتھ ڈمبالو بھی انہیں بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا جنگل بڑا خوبصورت تھا اور وہاں کے مناظر شاید اس لئے بھی بھلے لگ رہے تھے کہ وہاں انسانوں کے قدم کم پڑے تھے۔

بہرحال وہ جنگل میں سیر کرتے پھر رہے تھے کہ اچانک انہیں جنگل میں کچھ سراسیمگی پھیل جانے کا احساس ہوا کیونکہ اِدھر اُدھر گھومتے اور دوڑتے ہوئے جانور ایکدم غائب ہوگئے تھے اور ساتھ ہی درختوں پر بیٹھے پرندوں نے بھی خاموشی اختیار کرلی تھی۔ جنگل میں سناٹا سا چھا گیا تھا جو مصنوعی

لگ رہا تھا۔

"کچھ گڑبڑ ہونے والی ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ۔" چلوسک نے قدم روکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب میں کچھ کہتا کہ اچانک انہیں قریب سے ہی شیر کی خوفناک دھاڑ سنائی دی۔ اس کی خوفناک دھاڑ سے پورا جنگل گونج اٹھا تھا۔

شیر کی دھاڑ سے معلوم ہو رہا تھا کہ شیر کہیں نزدیک ہی موجود ہے۔ چلوسک ملوسک نے بڑی پھرتی سے جیبوں سے پستول نکال لئے اور پھر چند لمحوں بعد انہیں شیر نظر آگیا۔ یہ بڑا قدآور، نوجوان اور انتہائی طاقتور شیر تھا۔ اس کی سُرخ آنکھوں میں چمک تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے ان تینوں کو یوں دیکھ کر اُسے بے حد خوشی ہوتی ہو۔ اس کی دُم ایک دائرے کی صورت میں گھوم رہی تھی۔

"پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں اس کتے کو پکڑوں گا۔" ڈمبالو نے ان دونوں سے مخاطب ہوکر کہا۔

"یہ کتا نہیں شیر ہے۔ جنگل کا بادشاہ۔ انتہائی خطرناک اور خوفناک درندہ۔" چلوسک نے دبے لہجے

میں کہا۔

"نہیں، یہ کتا ہے، چھوٹا سا کتا"۔ ڈمبالو نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، شیر نے ایک اور خوفناک دھاڑ ماری اور پھر اس کا پیٹ زمین سے لگ گیا۔ اب وہ حملے کے لئے تیار تھا۔ چلوسک ملوسک لاشعوری طور پر دو قدم پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس لئے اب شیر کے مقابلے میں ڈمبالو کھڑا تھا۔

پھر پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں شیر نے ڈمبالو پر چھلانگ لگا دی۔ ڈمبالو نے دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر اُسے یوں پکڑنا چاہا جیسے اُسے پکڑ کر سینے سے لگانا چاہتا ہو۔ اُسے شاید شیر کی طاقت کا پوری طرح علم نہ تھا۔ اس لئے دوسرے ہی لمحے شیر اڑتا ہوا سیدھا اس کے سینے سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی شیر کا خوفناک پنجہ پوری قوت سے ڈمبالو کے شانے پر پڑا اور ڈمبالو کا شانہ اُدھڑتا چلا گیا۔ ڈمبالو شیر کے طاقتور دھکے سے کٹے ہوئے شہتیر کی طرح پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ ڈمبالو زمین پر پڑا ہوا تھا

اور شیر اس پر سوار تھا۔ اس کا خوفناک پنجہ ڈمبالو کی گردن کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ملوسک نے پستول کا رخ شیر کی طرف کیا مگر چلوسک نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے روک دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ڈمبالو اتنی آسانی سے شیر کا لقمہ نہیں بن سکتا۔ وہ صرف اندازے کی غلطی کی وجہ سے مار کھا گیا ہے۔ وہ جلد ہی سنبھل جائے گا۔

چلوسک کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ ڈمبالو نے نیچے گرتے ہی پوری قوت سے اپنا بھاری بھر کم مکا شیر کی پسلیوں پر مارا اور شیر اچھل کر دو فٹ دُور جا گرا۔ ڈمبالو پھرتی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ شیر اس پر دوبارہ حملہ آور ہوتا ڈمبالو نے خود ہی اس پر حملہ کر دیا اور دوسرے لمحے بھاری بھر کم شیر اس کے دونوں ہاتھوں میں اٹھتا ہوا اس کے سر سے بھی بلند ہو گیا۔ شیر نے تڑپ کر اس کے ہاتھوں سے نکلنا چاہا مگر ڈمبالو کی گرفت سے نکل جانا آسان نہ تھا۔ ڈمبالو نے شیر کو سر پر سے اٹھا کر پوری قوت سے

زمین پر دے مارا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ شیر سنبھلتا۔ ڈمبالو نے بجلی کی سی تیزی سے اُسے دوبارہ اٹھالیا اور ایک بار پھر پوری قوت سے زمین پر دے مارا۔ شیر کے حلق سے ایک خوفناک دھاڑ نکلی۔ پھر اس کی آواز مدھم ہوتے ہوتے موت کی غراہٹ میں تبدیل ہوگئی۔ اس بار سر کے بل گرنے کی وجہ سے شیر کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی

"اوہ ختم ہوگیا یہ کتا، بڑی جلدی ختم ہوگیا"۔ ڈمبالو نے یوں کہا جیسے اُسے اتنی جلدی شیر کے مر جانے پر افسوس ہوا ہو۔

"ہاں یہ ختم ہوگیا ہے مگر تم زخمی ہو۔ اس لئے ہمیں فوراً واپس غار میں جانا ہوگا تاکہ تمہاری مرہم پٹی کر سکیں"۔ چلوسک نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایک دو ہرن شکار کر لئے جائیں تاکہ کھانے کا مسئلہ حل ہوسکے"۔ ملوسک نے کہا اور چلوسک نے سر ہلا دیا۔ اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد انہوں نے دو ہرن شکار کر لئے چلوسک ملوسک کے پاس دو خنجر نما چاقو بھی تھے۔ چاقو کی مدد سے انہوں نے ہرنوں کو ذبح کیا اور

پھر ڈمبالو نے انہیں اٹھالیا اور وہ واپس غار کی طرف مڑ گئے۔ شیر کی لاش وہیں جنگل میں پڑی رہ گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنی غار کے سامنے پہنچ گئے۔ چلوسک نے ڈمبالو کے شانے پر دوا لگانی شروع کر دی جبکہ ملوسک نے سوکھی لکڑیاں اکٹھی کیں اور پھر پتھروں کو رگڑ کر ان سے آگ جلائی اور سوکھی لکڑیاں دھڑا دھڑ جلنے لگیں۔

ملوسک نے لکڑیوں کی مضبوط شاخوں کی مدد سے ایک سٹینڈ بنایا اور اس سٹینڈ پہ ہرنوں کا گوشت لٹکا کر بھوننا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد گوشت بھنا گیا تو ملوسک اُسے اٹھا کر غار کے اندر لے گیا اور پھر ان تینوں نے بڑے اطمینان سے ہرنوں کا لذیذ گوشت خوب پیٹ بھر کر کھایا۔

"ڈمبالو! چٹان غار کے دہانے پر رکھ دو۔ اب ذرا سی نیند کر لیں۔ شام کو پھر جنگل کی سیر کو چلیں گے"۔ چلوسک نے کہا اور ڈمبالو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر اس نے بھاری بھرکم

چٹان کو اچھی طرح غار کے دھانے پر رکھا اور پھر آکر غار میں لیٹ گیا۔

چونکہ پیٹ بھرا ہوا تھا اس لئے جلد ہی تینوں گہری نیند میں ڈوب گئے۔ ڈمبالو کے خوفناک خراٹوں سے غار گونج اٹھا۔ مگر چونکہ چلوسک ملوسک اس کے خراٹوں کے عادی تھے اس لئے ان کی نیند میں کوئی خلل نہ پڑا اور وہ اطمینان سے پڑے سوتے رہے۔

ٹارزن تقریباً چھ روز کے مسلسل سفر کے بعد آخرکار اپنے دوست قبیلے کے سردار کے پاس پہنچ جانے میں کامیاب ہوگیا۔ قبیلے کے سردار نے جنگل کی حدود سے ہی ٹارزن کا استقبال کیا۔

"کیا بات تھی کومبو؟ کیا مصیبت تم پر ٹوٹ پڑی ہے"؟ ٹارزن نے سردار جس کا نام کومبو تھا سے مخاطب ہوکر کہا۔ اس وقت وہ سردار کی جھونپڑی میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"سردار ٹارزن! ایک عجیب و غریب مصیبت قبیلے پر ٹوٹ پڑی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح اس سے نمٹا جائے"۔ سردار کومبو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر کچھ پتہ بھی چلے"۔ ٹارزن نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"سردار! رات کے وقت ہم اپنی بستی کے گرد مکمل پہرہ دیتے ہیں مگر صبح کو ایک آدمی یُوں مرا ہوا ملتا ہے کہ اس کا پورا جسم اُدھڑا ہوا ہوتا ہے یُوں لگتا ہے جیسے کسی خوفناک درندے نے اُسے کچل ڈالا ہو اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مُردہ آدمی کے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں ہوتا"۔ سردار کومبو نے ٹارزن کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! اس کا مطلب ہے کہ وہ خون آشام درندہ خون پینے کے لئے آتا ہے"۔ ٹارزن نے چونک کر کہا۔

"ہاں! معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

"پھر تم نے اب تک کیا کیا"؟ ٹارزن نے پوچھا

ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے۔ پوری بستی نے ساری رات جاگ کر پہرہ دیا۔ مگر پھر بھی صبح کوئی نہ کوئی آدمی [illegible] حال میں ملا"۔ سردار کومبو

نے جواب دیا۔

"کیا روزانہ ایک آدمی مرتا ہے"؟ ٹارزن نے پوچھا۔

"نہیں، کبھی کبھی تو تین تین روز خالی چلے جاتے ہیں اور کبھی روزانہ"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

"ہوں! تقریباً کتنے آدمی ہلاک ہو چکے ہیں"؟ ٹارزن نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"سو آدمی ہلاک ہو چکے ہیں"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

"کیا پہرہ اب بھی ہوتا ہے"؟ ٹارزن نے پوچھا۔

"ہاں! روزانہ مگر پھر بھی آدمی مر جاتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کونسی ایسی بلا ہے"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

"دیکھنا پڑے گا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ لاش کے زخموں سے کیا معلوم ہوتا ہے"؟ ٹارزن نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی خوفناک شیر نے اُسے اُدھیڑ ڈالا ہو"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آج رات میں بھی تمہارے ساتھ پہرہ دونگا"۔ ٹارزن نے جواب دیا اور سردار کومبو نے شکر

ہلا دیا۔ اُسے اطمینان تھا کہ ٹارزن اپنی ذہانت کی وجہ سے اس بلا کو ضرور ڈھونڈ نکالے گا۔

رات کو ٹارزن ایک اونچے درخت پر چڑھ کر پہرہ دیتا رہا مگر تمام رات بڑا جانور تو ایک طرف خرگوش تک اُسے بستی میں داخل ہوتا نظر نہ آیا۔ مگر صبح اُسے یہ معلوم کرکے زبردست جھٹکا لگا کہ رات کو ایک آدمی کو ہلاک کردیا گیا ہے۔

ٹارزن کو جیسے ہی اس امر کی اطلاع ملی وہ سردار کومبو سمیت اس جھونپڑی کی طرف چل پڑا۔ جس میں وہ لاش پڑی تھی۔ لاش دیکھ کر ٹارزن کو اس بات کی تصدیق کرنی پڑی کہ واقعی کسی بڑے درندے نے اپنے خوفناک پنجوں سے اس آدمی کی لاش کو بُری طرح ادھیڑا ہوا تھا۔ اور اس آدمی کی لاش میں واقعی خون کا ایک قطرہ تک موجود نہ تھا۔

ٹارزن بڑے غور سے جھونپڑی کے کچے فرش کو دیکھتا رہا مگر کہیں بھی اُسے درندے کے قدموں کے نشانات نہ ملے۔ ٹارزن حیران تھا کہ آخر وہ درندہ آیا کہاں سے اور چلا کہاں گیا؟ مگر کوئی

بات سمجھ میں نہ آتی تھی کہ اُسی وقت منکو جھونپڑی میں داخل ہوا۔

"سردار! میں نے تمہارا مسئلہ حل کردیا ہے"۔ منکو نے اپنی بولی میں ٹارزن سے مخاطب ہوکر کہا۔

"کیا کہا کونسا مسئلہ"؟ ٹارزن نے چونک کر پوچھا

"سردار! اس آدمی کو میرے سامنے ہلاک کیا گیا ہے"۔ منکو نے انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا تمہارے سامنے، وہ کس طرح اور کس نے ہلاک کیا ہے"؟ ٹارزن منکو کے اس انکشاف پر ششدر رہ گیا تھا۔

"سردار! رات کو میں ویسے ہی بستی میں گھومتا پھر رہا تھا کہ میں نے اس جھونپڑی میں کراہوں کی آواز سُنی۔ چنانچہ میں بڑی خاموشی سے جھونپڑی کے اندر داخل ہوا۔ تب میں نے دیکھا کہ ایک قدآور آدمی اس آدمی کی گردن سے منہ لگائے اس کا خون پی رہا تھا"۔ منکو نے جواب دیا۔

"آدمی خون پی رہا تھا"؟ ٹارزن نے حیران ہوکر کہا۔ "کیا تم نے کوئی نشہ آور بوٹی تو نہیں کھالی"؟

"نہیں سردار! میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ اس وقت

صبح ہونے کے قریب تھی اور میں نے اُسے اچھی طرح دیکھا تھا"۔ منکو نے جواب دیا۔

"مگر لاش سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کسی خونناک درندے نے نوچا کھسوٹا ہے"۔ ٹارزن نے کہا۔

"ہاں سردار! یہی تو میں تمہیں بتانے والا تھا۔ اس آدمی نے ہاتھوں پر شیر کے پنجے یوں چڑھائے ہوئے تھے جیسے اس کے ہاتھ کی بجائے شیر کے پنجے ہوں۔ خون پینے کے بعد اس نے ان پنجوں سے اس آدمی کی لاش کو بُری طرح اُدھیڑ ڈالا اور پھر وہ باہر نکل گیا"۔ منکو نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ چکر ہے۔ اسی لئے کسی درندے کے پیروں کے نشان نظر نہیں آتے"۔ ٹارزن نے سَر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر اب تک تم کہاں تھے"؟ ٹارزن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"میں اس آدمی کا تعاقب کرتے ہوئے اس کی جھونپڑی تک گیا۔ وہاں جاکر اس نے شیر کے پنجے ایک جگہ چھپائے اور پھر سوگیا۔ اس کے سونے کے بعد میں آپ کو ڈھونڈتا ہوا یہاں تک آیا ہوں"۔

منکو نے جواب دیا۔

"واہ بھئی واہ! تم نے تو پوری جاسوسی کر ڈالی آؤ مجھے دکھاؤ وہ کون ہے"۔ ٹارزن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے سردار ٹارزن! تم منکو سے کیا باتیں کر رہے ہو؟ کچھ ہمیں بھی بتاؤ"۔ سردار کومبو نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ وہ اب تک خاموش کھڑا تھا۔

"منکو نے اس خون آشام درندے کو ڈھونڈ نکالا ہے۔ آؤ چلیں"۔ ٹارزن نے سردار کومبو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"کیا کہا، اس مصیبت کو ڈھونڈ نکالا ہے؟ کہاں ہے وہ"؟ سردار کومبو حیرت اور خوشی سے اچھل پڑا۔

"آؤ میرے ساتھ"۔ ٹارزن نے کہا اور پھر وہ سردار کومبو کو ہمراہ لئے جھونپڑی سے باہر آگیا۔ منکو آگے آگے تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بستی کے آخری کونے میں موجود ایک بڑی سی جھونپڑی کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ اس دوران ٹارزن نے سردار کومبو کو سب کچھ

بتا دیا تھا اور سردار کومبو کی آنکھیں حیرت سے
پھٹنے کے قریب ہو رہی تھیں۔ اُسے شائد یقین نہ
آرہا تھا کہ جس درندے کو وہ بستی پر پہرہ دے
کر ڈھونڈ رہے تھے وہ درندہ انسان کے رُوپ
میں بستی کے اندر موجود ہے۔

"ارے یہ تو شاملا کی جھونپڑی ہے"۔ سردار کومبو
نے جھونپڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"شاملا کون ہے"؟ ٹارزن نے پوچھا۔

"بہت طاقتور اور بہادر آدمی ہے۔ قبیلے کی فوج
کا سردار ہے"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

"اس کی طاقت کا راز انسانی خون ہے کومبو!
آؤ جھونپڑی میں چلیں"۔ ٹارزن نے کہا اور پھر وہ
کومبو کو ہمراہ لئے جھونپڑی میں داخل ہوا۔ تو اس
نے دیکھا کہ جھونپڑی کے فرش پر ایک لحیم شحیم اور
انتہائی طاقتور آدمی بڑے اطمینان سے سو رہا تھا۔

"وہ پنجے کہاں ہیں منکو"؟ ٹارزن نے سرگوشی کے
انداز میں منکو سے مخاطب ہوکر کہا اور منکو نے
جھونپڑی کے ایک کونے میں پڑے ہوئے گھاس
کے ڈھیر کی طرف اشارہ کر دیا۔

سردار کومبو نے لات مار کر سوتے ہوئے شاملا
کو اٹھا دیا۔ پہلے تو وہ آنکھیں جھپک جھپک کر انہیں
دیکھتا رہا پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شاملا! اپنے ہی قبیلے کے آدمیوں کا خون پیتے
تمہیں شرم نہیں آتی"۔ سردار کومبو نے انتہائی غصیلے
لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب، کس کا خون"؟ شاملا نے چونک کر
جواب دیا۔ مگر اُسی لمحے ٹارزن نے منکو کو اشارہ
کیا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے گھاس کے
ڈھیر میں سے شیر کے خوفناک پنجے نکال لئے۔ ان
پنجوں کو دیکھتے ہی ایک لمحے کے لئے شاملا کا
چہرہ زرد پڑ گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے اچانک
ٹارزن پر چھلانگ لگا دی مگر ٹارزن پہلے ہی ہوشیار
تھا۔ اس نے تیزی سے اس کا وار بچاتے ہوئے
پوری قوت سے لات شاملا کے پہلو میں ماری اور
شاملا چیخ مار کر جھونپڑی کے کونے میں جا گرا۔
دوسرے لمحے اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش
کی مگر ٹارزن کے قریب کھڑے سردار کومبو کا نیزہ
بجلی کی تیزی سے حرکت میں آیا اور جھونپڑی شاملا

کی چیخ سے گونج اٹھی۔

نیزے کا خوفناک پھل شاملا کی پسلیوں کو توڑتا ہوا سیدھا اس کے دل میں گھس گیا تھا۔ اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہوگیا۔ پھر سردار کومبو نے اپنے ساتھیوں کو بلاکر شاملا کی لاش جھونپڑی سے باہر نکالی اور پھر جب قبیلے والوں کو اصل بات کا پتہ چلا تو وہ شاملا کی موت پر بیحد خوش ہوئے۔

ٹارزن نے ایک روز اور سردار کومبو کے ساتھ گزارا پھر اس سے اجازت لیکر وہ واپس اپنے جنگل کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس کے دوست پر ٹوٹنے والی آفت کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ اور یہ سب کچھ منکو کی ذہانت کی وجہ سے ہوا تھا ورنہ نجانے ٹارزن کو کتنے دن اس مسئلے پر سر کھپانا پڑتا۔

بہرحال ٹارزن خوش تھا کہ وہ کسی کے کام آیا ہے۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو تینوں پیر پھیلائے گہری نیند سوئے ہوئے تھے کہ اچانک چلوسک کی آنکھ کھل گئی۔ چند لمحے تو وہ بے خوابی کے عالم میں پڑا رہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس کے کانوں میں جنگلی درندوں کی خوفناک غراہٹیں گونج رہی تھیں اور شائد ان آوازوں کی وجہ سے اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔

شور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا چلا جارہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سینکڑوں درندے غار کے باہر جمع ہوکر غرا رہے ہوں۔

چلوسک تیزی سے اٹھ کر غار کے دہانے کی طرف بڑھا جس پر بہت بڑی چٹان مضبوطی سے جمی ہوئی تھی۔ اس نے ایک درز سے باہر جھانکا تو

اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے دیکھا کہ بے شمار شیر، چیتے اور ریچھ غار کے باہر جمع تھے اور وہ سب خوفناک انداز میں غرا رہے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ درز سے وہ صرف ایک ہی رخ دیکھ سکتا تھا۔ اس رخ پر اُسے اس قدر درندے نظر آرہے تھے تو نجانے اور اِدھر اُدھر کتنے درندے ہوں گے۔

چلوسک تیزی سے واپس مڑا اور اس نے جلدی سے جاکر ملوسک اور ڈمبالو کو جگا دیا۔ اب درندوں نے خوفناک انداز میں دھاڑنا شروع کردیا تھا اور ان کی دھاڑوں سے غار میں جیسے زلزلہ سا آگیا ہو۔

"اب کیا ہوگا چلوسک! اتنے بیشمار درندوں سے ہم کیسے مقابلہ کرسکیں گے"؟ ملوسک نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"یہ سب کتے بلے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں ابھی جاکر انہیں بھگا دیتا ہوں"۔ ڈمبالو نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈمبالو! تم یہ حماقت نہیں کروگے جب تک یہ بھاری بھرکم چٹان غار کے دھانے پر موجود

ہے ہم محفوظ ہیں۔ جیسے ہی چٹان ہٹی، درندے اندر آجائیں گے اور پھر ہم مل کر کتنے درندوں کو مار لیں گے۔ نہیں پھر ہماری موت یقینی ہے"۔ چلوسک نے ڈمبالو کا بازو پکڑ کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی"۔ ڈمبالو شائد چلوسک کے تحکمانہ لہجے کی وجہ سے خاموش ہوگیا تھا۔

اب درندوں کی دھاڑوں سے اس قدر شور برپا ہوگیا تھا کہ ان تینوں کے کانوں کے پردے پھٹنے کے قریب ہوگئے تھے۔

"یہ تو یوں لگتا ہے جیسے سارے جنگل کے درندے اکٹھے ہوگئے ہوں"۔ ملوسک نے اونچی آواز میں کہا۔

"ہاں لگتا تو ایسے ہی ہے"۔ چلوسک نے جواب دیا دوسرے لمحے وہ چونک پڑے کیونکہ جانوروں کی دھاڑیں یکدم غائب ہوگئیں۔ اب صرف ہلکی ہلکی غراہٹ سنائی دے رہی تھی اور پھر وہ تینوں بُری طرح اچھل پڑے۔ جب انہوں نے دھانے پر پڑی ہوئی چٹان کو اپنی جگہ سے ہلتے دیکھا۔

"وہ چٹان کو ہلا رہے ہیں"۔ چلوسک نے شدید

خوف کے عالم میں کہا۔ اور پھر وہ بھاگ کر غار کے دھانے کے قریب پہنچا اور اُسی درز سے باہر دیکھا۔ دوسرے لمحے خوف کے مارے اس کا دل دھڑکنا ہی بھول گیا۔ ایک عظیم الجثہ ہاتھی اپنے سونڈ کے ذریعے چٹان کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا اور ہاتھی کا ڈیل ڈول دیکھ کر صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی بھی لمحے چٹان کو اٹھاکر دُور پھینک دے گا اور اس کے بعد جو کچھ ہونے والا تھا اس کے تصوّر سے ہی چلوسک کو خوف آتا تھا۔ وہ تیزی سے مُڑا۔

" ملوسک اپنا پستول نکال لو، اور ڈمبالو! تم بھی ہوشیار ہوجاؤ۔ چٹان کسی بھی لمحے ہٹ جائے گی"۔ چلوسک نے چیخ کر ان دونوں سے مخاطب ہوکر کہا۔ اور ملوسک نے تیزی سے پستول نکال لیا۔ ڈمبالو بھی سیدھا کھڑا ہوگیا مگر اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔ شاید اس کا موٹا دماغ خطرے کا صحیح اندازہ نہ لگا سکتا تھا یا پھر اُسے اپنی اندھی طاقت پر بھروسہ تھا۔

" ادھر دھانے کے قریب آجاؤ اور سنو! جیسے ہی چٹان ہٹے گی۔ میں ان پر فائر کھول دونگا۔ اگر یہ سب بھاگ گئے تو ٹھیک، ورنہ میں ان پر فائر کروں گا اور تم دونوں دوسرے دھانے سے باہر نکل کر بھاگنے کی کوشش کرنا۔ صرف بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ تم سیدھے سمندر کی طرف دوڑنا صرف پانی میں داخل ہوکر ہی درندوں سے بچا جاسکتا ہے"۔ چلوسک نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

" مگر تم"۔ ملوسک نے بےچین ہوکر پوچھا۔

" میری فکر نہ کرو۔ بس اپنی جانیں بچاؤ"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا۔

" نہیں، میں تمہارے بغیر باہر نہیں جاؤنگا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے"۔ ملوسک نے بڑے مضبوط لہجے میں کہا اور چلوسک خاموش ہوگیا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ ملوسک بیحد ضدی ہے۔ اور وہ جو بات ایک بار فیصلہ کُن انداز میں کہہ دے وہ پھر اس بات سے نہیں ٹلتا۔ اس لئے وہ چند لمحے خاموش رہا۔

" اچھا ٹھیک ہے۔ اب صورتحال یُوں ہوگی کہ ہم دونوں فائرنگ کرتے ہوئے باہر نکلیں گے اور ڈمبالو ہمارے پیچھے آئے گا اور ہم سمندر کی طرف بھاگنے کی کوشش کریں گے"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور

اس بار ملوسک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی اچانک روشنی کا سیلاب سا غار میں داخل ہوا۔ چٹان اپنی جگہ سے ہٹ چکی تھی اور عین اُسی لمحے تمام جانور مل کر زور سے دھاڑے۔ شاید وہ فتح کی خوشی میں نعرے لگا رہے تھے۔ سامنے جہاں تک نظر پڑتی تھی درندے ہی درندے تھے۔ چلوسک ملوسک کو اتنے خوفناک درندے دیکھ کر جھرجھری سی آگئی۔

"فائر"۔ چلوسک نے سنبھل کر کہا اور پھر اس نے پستول کا ٹریگر دبا دیا۔ سرخ شعاع تیزی سے غار کا دھانہ پار کرکے باہر موجود درندوں پر پڑی اور درندے اچھل کر ایک طرف ہوگئے۔ جس درندے پر شعاع پڑی تھی اس کا خاتمہ ہوچکا تھا۔

چلوسک نے تیزی سے پستول کے دستے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ اب شعاع دھماکے دار ہوچکی تھی اور اتنی طاقتور تھی کہ پہاڑ کو بھی ریزہ ریزہ کر دیتی۔

اُسی لمحے ملوسک نے بھی پستول سے فائر کردیا

وہ شاید پہلے ہی بٹن دبا چکا تھا کیونکہ اس کی شعاع جیسے ہی درندوں پر پڑی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دس بارہ درندوں کے پرخچے اُڑ گئے۔ پھر تو چلوسک ملوسک دونوں نے مل کر فائرنگ شروع کردی اور زوردار دھماکوں سے جنگل گونج اٹھا اور درندوں کے پرخچے اُڑ رہے تھے مگر اس کے باوجود درندے بھاگنے کا نام ہی نہ لے رہے تھے پھر اچانک ایک چیتے نے چھلانگ لگائی اور وہ ان کی شعاعوں سے بچ کر غار کے اندر پہنچ گیا اور اُسے ڈمبالو نے سنبھال لیا اور اس نے پوری قوت سے چیتے کو اچھال کر دیوار پر دے مارا اور عین اسی لمحے ملوسک نے مُڑ کر چیتے پر فائر کردیا اور ایک دھماکے سے چیتے کے پرخچے اُڑ گئے۔

"باہر نکلو، اب یہ درندے خوفناک انداز میں اندر آرہے ہیں"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا کیونکہ اس نے دیکھا کہ درندے اکٹھے ہوکر انتہائی تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے اور ظاہر ہے کہ وہ کتنے مار لیتے۔ باقی ظاہر ہے ان کے پرخچے اڑا دیتے۔

انہوں نے بڑی تیزی سے فائرنگ کی اور درندے

مجبوراً ایک طرف ہٹ گئے اور انہیں باہر نکلنے کا موقع مل گیا۔ غار سے باہر آتے ہی انہیں اندازہ ہوا کہ انہوں نے غار سے باہر آکر غلطی کی ہے کیونکہ وہاں دو یا تین درندوں سے زیادہ بیک وقت داخل نہ ہوسکتے تھے اور وہ انہیں آسانی سے ختم کرسکتے تھے مگر اب باہر نکل کر انہیں احساس ہوا کہ وہ بُری طرح گھر گئے ہیں۔ گو ان کی پشت پر اب بھی پہاڑی تھی مگر ان کی نگاہ جہاں بھی پڑتی تھی ہر طرف خوفناک درندے ہی نظر آرہے تھے۔ اور بہت سے درندے پہاڑی کی چوٹی پر بھی موجود تھے۔ ظاہر ہے ان حالات میں بھاگنا ناممکن تھا۔ اور پھر سب درندے مل کر زور دار انداز میں دھاڑے اور پھر انہوں نے حملے کے لئے چاروں طرف سے ان تینوں پر یورش کردی۔ اب ان تینوں کی موت میں صرف چند لمحے باقی رہ گئے تھے۔

موت یقینی موت ان کی طرف تیزی سے بڑھ رہی تھی۔

ٹارزن اور منکو جب مسلسل سفر کرتے ہوئے اپنے جنگل کی حدود میں داخل ہوتے تو ٹارزن چونک پڑا کیونکہ جنگل میں کسی غیر معمولی گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا۔

"یہاں کوئی خاص بات ہوگئی ہے۔" ٹارزن نے چونک کر منکو سے کہا۔

"ہاں سردار! معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔" منکو نے بھی پریشان لہجے میں جواب دیا۔

اسی لمحے ایک ہرن دوڑتا ہوا وہاں سے گزرا تو ٹارزن نے اُسے آواز دی۔ ہرن نے جب ٹارزن کی آواز سُنی تو وہ تیزی سے مڑا اور پھر ٹارزن کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ اس کی آنکھیں شاید ٹارزن

کو دیکھ کر خوشی سے چہک اٹھی تھیں۔

"سردار یہاں بہت بڑا حادثہ ہوگیا ہے"۔ ہرن نے کہا۔

"کیسا حادثہ؟ جلدی بتاؤ"۔ ٹارزن نے بے چین لہجے میں کہا۔

"سردار آج صبح تین غیر ملکی آدمی جنگل میں داخل ہوئے اور انہوں نے کالے شیر کو مار ڈالا اور دو ہرنوں کو شکار کرکے لے گئے۔ وہ پہاڑی غار میں گئے ہیں۔ کالے شیر کی موت پر تمام جانوروں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ ان سب نے میٹنگ کی اور فیصلہ کیا کہ وہ سب مل کر ان تینوں آدمیوں کو مار ڈالیں گے۔ چنانچہ جنگل کے تمام درندے اکٹھے ہوکر پہاڑی علاقے کی طرف گئے ہیں اور اب تک شائد ان تینوں آدمیوں کا خاتمہ ہوچکا ہوگا۔ کافی دیر ہوچکی ہے اب تک ان میں سے کوئی درندہ واپس نہیں آیا۔ اس لئے میں ان کا پتہ کرنے وہاں جارہا تھا"۔ ہرن نے تفصیل سے بتایا۔

"اوہ مجھے خود وہاں جانا چاہیئے"۔ ٹارزن نے چونک کر کہا اور پھر اس نے درختوں کی شاخوں کے ذریعے

انتہائی تیزی سے اپنا سفر شروع کردیا۔ وہ ہر ممکن تیزی سے پہاڑی علاقے تک پہنچنا چاہتا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ پہاڑی علاقے کے قریب پہنچا تو اس نے جنگل کے تمام درندوں کو وہاں اکٹھا دیکھا اور ایک غار میں سے شعلوں کی لکیریں سی باہر نکلتیں اور پھر دھماکوں سے درندوں کے پرخچے اڑتے دیکھا ٹارزن تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر جب وہ درندوں کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ غار والے اب غار سے باہر نکل آئے تھے۔ ٹارزن چونکہ بلندی پر تھا اس لئے اس نے غار میں سے نکلنے والوں کو صاف دیکھا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ غار میں سے نکلنے والے دو تو بچے تھے جبکہ ایک انتہائی لحیم شحیم اور طاقتور دیوزاد قسم کا آدمی تھا ان دونوں بچوں کے ہاتھوں میں عجیب قسم کے پستول تھے جن سے وہ دھماکے دار شعاعیں پھینک رہے تھے۔

ٹارزن سمجھ گیا کہ اگر اس نے فوری مداخلت نہ کی تو وہ تینوں درندوں کے ہاتھوں ختم ہوجائیں گے اور اسے ان بچوں کے مارے جانے پر افسوس ہوتا۔ اس لئے اس نے فوری مداخلت کرنے کا ارادہ کیا

اور اس نے پوری قوت سے نعرہ مارا۔ اور اس کے
زوردار نعرے سے پورا جنگل گونج اٹھا۔ اور ان تینوں
پر حملہ کرنے والے درندے ٹھٹھک گئے۔

"سب پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں ان تینوں سے بات
کرونگا"۔ ٹارزن نے چیخ کر درندوں کو حکم دیا اور درندے
باوجود شدید غصے میں ہونے کے اس کا حکم سنتے ہی
تیزی سے پیچھے ہٹنے لگے۔ ان بچوں نے بھی درندوں کو
پیچھے ہٹتے دیکھ کر فائرنگ روک دی۔ اور اب وہ
ٹارزن کو دیکھ سکتے تھے۔

ٹارزن اب درندوں میں سے راستہ بناتا ہوا تیزی
سے ان کی طرف بڑھتا چلا آرہا تھا۔ وہ تینوں پہاڑ
کی چٹان سے پشت لگائے خاموش کھڑے تھے ٹارزن
ان کے سامنے جاکر رک گیا۔

"کون ہو تم اور میرے جنگل میں کیوں آئے ہو"؟ ٹارزن
نے ان کے قریب جاکر کہا۔ اس کے لہجے میں شدید
غصہ نمایاں تھا۔

"ہم شکار کھیلنے جنگل میں آئے تھے"۔ چلوسک نے
جواب دیا۔

"تم چپ رہو بچے! میں اس دیوزاد سے پوچھ رہا

ہوں"۔ ٹارزن نے غصیلے لہجے میں چلوسک سے مخاطب
ہوکر کہا۔

"یہ ہمارا ساتھی ہے۔ اس کا نام ڈمبالو ہے۔ میرا
نام چلوسک ہے اور یہ میرا چھوٹا بھائی ملوسک ہے"۔
چلوسک نے کہا۔

"اوہ تو اس گروپ کے لیڈر تم ہو۔ مجھے حیرت
ہے۔ بہرحال تمہاری قسمت اچھی تھی کہ میں بروقت پہنچ
گیا ورنہ اب تک یہ درندے تمہاری ہڈیاں بھی چبا
چکے ہوتے"۔ ٹارزن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں معلوم ہے۔ تمہارا نام ٹارزن ہے شاید"۔ چلوسک
نے کہا۔

"ہاں! میں ٹارزن ہوں اور تم جس قدر جلد ممکن
ہوسکے میرے جنگل سے نکل جاؤ۔ تم نے شیروں کے
سردار کالے شیر کو مار ڈالا ہے۔ اس لئے درندے
بپھرے ہوئے ہیں"۔ ٹارزن نے جواب دیا۔

"اوہ! تو وہ شیروں کا سردار تھا۔ مگر اس نے
اچانک ہمارے ساتھی پر حملہ کردیا تھا اور پھر ہمارے
ساتھی ڈمبالو نے اسے خالی ہاتھوں سے مار ڈالا"۔
چلوسک نے جواب دیا۔

"اوہ! خالی ہاتھوں سے کالے شیر کو مار ڈالا۔ بہت خوب"۔ ٹارزن نے تعریفی نظروں سے ڈمبالو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ہمارا ارادہ تو صرف تم سے ملنے کا تھا ہم کسی درندے کو نقصان نہ پہنچانا چاہتے تھے مگر وہ شیر اچانک ہم پر آپڑا"۔ چلوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال اب تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے"۔ ٹارزن نے سخت لہجے میں کہا۔

"مگر ہمارا جہاز ایک ماہ بعد آئے گا اور اس سے پہلے ہم نہیں جاسکتے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ایک ماہ بعد جیسے ہی ہمارا جہاز آئے گا ہم یہاں سے چلے جائیں گے"۔ چلوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک ماہ بعد، یہ تو طویل عرصہ ہے"۔ ٹارزن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ٹارزن نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "ٹھیک ہے تم ایک

ماہ تک یہاں رہ سکتے ہو۔ مگر اسی پہاڑی غار میں۔ تم جنگل میں داخل نہیں ہوگے۔ تمہیں کھانا پہنچ جایا کرے گا"۔

"نہیں، ہم جنگل کی سیر کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس پہاڑی اور سنسان علاقے میں ایک ماہ نہیں گزار سکتے۔ یہ ہمارا فیصلہ ہے"۔ اچانک ملوسک نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"لڑکے! جو میں کہہ رہا ہوں تمہیں ویسا ہی کرنا پڑے گا۔ میں یہاں کا سردار ہوں، سمجھے! اگر تم نے جنگل میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا تو پھر تمہاری موت پر مجھے کوئی افسوس نہ ہوگا"۔ ٹارزن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

ٹارزن نے چیخ کر درندوں سے واپس جنگل میں جانے کے لئے کہا۔ اور پھر وہ سب درندے تیزی سے جنگل میں دوڑ دوڑ کر غائب ہونے لگے۔ آخر میں ٹارزن بھی دوڑتا ہوا جنگل میں غائب ہوگیا۔ اور وہ تینوں وہیں غار کے قریب کھڑے انہیں جاتا دیکھتے رہے۔

"میں کل صبح ضرور جنگل میں جاؤں گا اور میں دیکھوں گا کہ ٹارزن میرا کیا بگاڑ لیتا ہے"۔ ملوسک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں ہم ضرور چلیں گے مگر کل صبح، آؤ اب غار کی صفائی کریں"۔ چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں غار کی طرف مڑ گئے۔

ٹارزن صبح ہوتے ہی جھونپڑی سے باہر نکل کر سامنے جھیل کے کنارے پر آبیٹھا۔ اُسے منکو کی انتظار تھی جو ناشتہ لینے کے لئے گیا ہوا تھا۔ مگر تھوڑی دیر بعد اس نے منکو کو بے تحاشا دوڑ کر آتے دیکھا۔ وہ خالی ہاتھ آرہا تھا۔

"سردار وہ تینوں جنگل میں داخل ہو گئے ہیں ان کے ارادے اچھے نہیں ہیں۔ دونوں لڑکوں کے ہاتھوں میں پستول ہیں"۔ منکو نے قریب آکر کہا۔

"اوہ! تو انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ خیر انہیں اس کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑے گا۔ کہاں ہیں وہ"؟ ٹارزن نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"ابھی وہ پہاڑی علاقے کے قریب ہیں"۔ منکو

نے جواب دیا۔

"آؤ چلیں"۔ ٹارزن نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹارزن اور منکو اس جگہ پر پہنچ گئے۔ پھر چلوسک ملوسک اور ڈمبالو انہیں اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔

"منکو تم اس چھوٹے لڑکے کو گراؤ۔ میں بڑے لڑکے کو سنبھال کر پھر اس دیوزاد سے نپٹوں گا"۔ ٹارزن نے منکو سے مخاطب ہوکر کہا اور منکو نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ تیزی سے درختوں میں غائب ہوگیا۔

ٹارزن تیزی سے چلتا ہوا ان تینوں کے سامنے آگیا پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات ہوتی اچانک منکو نے ایک درخت سے چھلانگ لگائی اور تیر کی طرح اڑتا ہوا سیدھا ملوسک پر گرا۔ ملوسک اس کے اچانک آگرنے سے لڑکھڑا کر دور جاگرا۔ اور اس کے ہاتھ سے پستول بھی چھوٹ گیا۔ مگر پستول اڑتا ہوا عین اس جگہ جاگرا جہاں چلوسک کھڑا تھا۔ چلوسک نے جھپٹ کر پستول اٹھالیا۔ اب

اس کے دونوں ہاتھوں میں پستول تھے۔

ملوسک کے سر میں شاید گرنے سے چوٹ آگئی تھی اس لئے وہ بیہوش ہوکر وہیں پڑا رہا۔ منکو ملوسک کو دھکا دے کر واپس تیزی سے درخت پر چڑھ گیا تھا اور عین اسی لمحے دیوزاد ڈمبالو نے دونوں ہاتھوں سے سامنے کھڑے ہوتے ٹارزن کو زوردار دھکا دیا اور ٹارزن پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس نے پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی۔ اس بار وہ اپنا خنجر بھی نکال چکا تھا۔ ملوسک کو بیہوش دیکھ کر شاید ڈمبالو غصے سے پاگل ہوگیا تھا کیونکہ اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

چنانچہ جیسے ہی ٹارزن نیچے گرا، ڈمبالو نے اس پر چھلانگ لگائی۔ ڈمبالو کا دیوہیکل جسم فضا میں اڑتا ہوا سیدھا ٹارزن پر آیا۔ مگر ٹارزن ڈمبالو سے کہیں زیادہ پھرتیلا تھا اس لئے اس نے انتہائی تیزی سے قلابازی کھائی اور بجلی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ دیوہیکل ڈمبالو پوری قوت سے زمین پر جاگرا۔ اگر اس نے اپنے دونوں ہاتھ آگے

نہ بڑھا دیتے ہوتے تو یقیناً اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈمبالو پھرتی سے اٹھتا، ٹارزن نے پوری قوت سے اس پر چھلانگ لگا دی اور ڈمبالو کی پشت پر سوار ہو گیا اس نے اپنا خنجر والا ہاتھ اونچا کیا تاکہ خنجر ڈمبالو کی پشت پر مار سکے مگر ڈمبالو نے نیچے سے ہی اپنی پشت کو اس زور سے اٹھایا کہ ٹارزن اچھل کر دو فٹ دُور جا گرا اور پھر وہ دونوں بیک وقت ہی اٹھے۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔ اور اس بار ٹارزن نے حملہ کرنے میں پہل کی۔ اس نے پوری قوت سے ڈمبالو کے سینے پر فلائنگ کک لگائی ڈمبالو لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ مگر اس کے باوجود اس نے فلائنگ کک لگا کر نیچے گرتے ہوئے ٹارزن کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں اور پھر اس نے ٹارزن کو دونوں ٹانگوں سے پکڑ کر پوری قوت سے ایک دائرے کی صورت میں گھمانا چاہا مگر مقابل میں بھی ٹارزن تھا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے اپنی جسم کو سکیڑا اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ ڈمبالو کی گردن میں لپٹ گئے۔ اب

ڈمبالو اُسے چکر نہیں دے سکتا تھا۔

ڈمبالو نے سر جھٹک کر ٹارزن کو نیچے گرانے کی کوشش کی مگر ٹارزن تو کسی جونک کی طرح اس سے چمٹا ہوا تھا۔ ڈمبالو نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر ٹارزن کی پسلیوں پر مکے مارنے چاہے مگر اسی لمحے ٹارزن نے پوری قوت سے ڈمبالو کی آنکھوں پر مکے مارے اور ڈمبالو کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی اور اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لئے اور پھر ٹارزن نے اس کی گردن سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

اور عین اُسی لمحے چلوسک نے پستول کا رُخ ٹارزن کی طرف کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ مگر شاید وہ منکو کو بھول گیا تھا کیونکہ منکو درخت پر چڑھا شاید اسی لمحے کے انتظار میں تھا۔ جیسے ہی چلوسک نے پستول سیدھا کر کے فائر کیا منکو نے درخت کی شاخ سے پوری قوت سے اس کے ہاتھ پر چھلانگ لگا دی اور عین اس وقت اس کا جسم بندوق کی گولی کی طرح چلوسک کے ہاتھ سے ٹکرایا

پھر نتیجہ صاف ظاہر تھا کہ نہ صرف پستول کا نشانہ خطا گیا بلکہ اس کے دونوں ہاتھوں سے پستول بھی نکل کر دور جاگرے اور ایسے معاملوں میں منکو بہت ہوشیار تھا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ اس نے نیچے گرتے ہی انتہائی پھرتی سے چھلانگ لگائی اور دونوں پستول اٹھاکر دوڑتا ہوا ایک درخت کے پیچھے غائب ہوگیا۔

اسی دوران ٹارزن نے پہلی بار اپنا خنجر استعمال کرنے کا ارادہ کیا اور دوسرے لمحے اس نے خنجر کو ہاتھ میں تولا۔ اس کے خنجر کا نشانہ سامنے کھڑا ڈمبالو تھا۔ جو ابھی تک اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔ ٹارزن کو یقین ہوگیا تھا کہ جب تک خنجر ڈمبالو کے دل میں نہیں اترے گا اس وقت تک ڈمبالو کا خاتمہ ناممکن ہے۔ اس لئے اس نے انتہائی تیزی سے ہاتھ کو حرکت دی۔ مگر عین اسی لمحے اس کے ہاتھ پر ایک ——— پتھر پوری قوت سے پڑا۔ چونکہ خنجر اس کے ہاتھ سے نکلنے ہی والا تھا اس لئے ظاہر ہے کہ پتھر کے پڑنے سے خنجر کا رخ بدلا اور وہ ڈمبالو کے قریب سے ہوکر

گزرتا چلاگیا۔

چلوسک جس طرح منکو کو بھول گیا تھا۔ اسی طرح ٹارزن بھی ملوسک کو بھول گیا تھا۔ اور پتھر مارنے والا ملوسک ہی تھا جو اب ہوش میں آچکا تھا۔

ٹارزن حیرت سے ملوسک کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح اس نے عین نشانے اور موقعہ پر پتھر مارا تھا کہ عین اسی لمحے ڈمبالو کسی سٹیم انجن کی طرح یکدم پوری رفتار سے دوڑتا ہوا ٹارزن پر چڑھ دوڑا۔ ٹارزن نے انتہائی پھرتی سے اس کی گرفت سے بچنے کی کوشش کی مگر ڈمبالو اس وقت غصے اور جھنجلاہٹ کی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا لئے تھے اور ظاہر ہے کہ اس کے پھیلے ہوئے بازوؤں سے ٹارزن کا بچ نکلنا بہت مشکل تھا۔

چنانچہ وہی ہوا۔ ٹارزن اس کی گرفت میں آگیا۔ اور ڈمبالو نے اس کی کمر کے گرد دونوں بازو ڈال کر اُسے ایک جھٹکے سے اپنے چٹان جیسے سینے سے لگا کر پوری قوت سے بھینچنا شروع کردیا۔ ٹارزن کو ایک

لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پسلیاں
کڑکڑا کر ٹوٹ جائیں گی۔ مگر ٹارزن نے انتہائی پھرتی
سے اپنا گھٹنا پوری قوت سے ڈمبالو کی ٹانگوں کے
درمیان میں مارا اور ڈمبالو کے حلق سے ایک
بھیانک چیخ نکلی۔ اس کی گرفت یکدم ختم ہو گئی
اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پشت کے بل زمین پر جا گرا۔
تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ سیاہ پڑ چکا
تھا۔ اس کے نیچے گرتے ہی ٹارزن نے اس پر
چھلانگ لگائی مگر اُسی لمحے ڈمبالو نے دونوں ٹانگیں
سکیڑ لیں اور ٹارزن پوری قوت سے اس کی
ٹانگوں سے ٹکرایا اور پھر کسی گیند کی طرح اچھل
کر پیچھے جا گرا۔

اور پھر یہ ٹارزن کی بدقسمتی تھی کہ جس جگہ
وہ گرا وہاں درخت کا تنا تھا۔ اس کا سر
پوری قوت سے درخت کے تنے سے ٹکرایا اور
پھر اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی
میں سورج طلوع ہو گیا ہو۔ اس نے بے اختیار اپنا
سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ڈمبالو یا ٹارزن اٹھتا، ایک

قبائلی آدمی تیزی سے بھاگتا ہوا وہاں آیا۔

"سردار آگ۔ جنگل کو آگ لگا دی گئی"۔ قبائلی
آدمی نے دُور سے ہی چیخ کر کہا۔

ٹارزن آگ کا نام سُن کر یوں اچھل پڑا۔ جیسے
اس کے جسم میں بجلی کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"کیا ہوا؟" ٹارزن نے چیخ کر کہا۔

"سردار! کچھ غیر ملکی جنگل کے جنوبی علاقے میں
داخل ہوتے ہیں۔ ان کی رہنمائی ایک لڑکی کر رہی
ہے۔ ان کے پاس ہوا میں اُڑنے والے پرندے ہیں
اور آگ اگلنے والی بندوقیں ہیں۔ انہوں نے جنگل کے
جنوبی علاقے میں داخل ہوتے ہی اُسے آگ لگا دی
ہے"۔ قبائلی نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"اوہ! وہ پورا جنگل راکھ کر کے رکھ دیں گے"۔
ٹارزن نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے تیزی سے
چھلانگ لگائی اور جنگل کی جنوبی سمت تیزی سے
دوڑتا چلا گیا۔ جنگل کو آگ لگنے کا سُن کر وہ سب
لڑائی جھگڑا بھول گیا تھا۔

چلوسک ملوسک حیرت بھرے انداز میں کھڑے
ٹارزن کو دیکھتے رہے۔ ڈمبالو بھی اب اٹھ کر بیٹھ

گیا تھا کہ اچانک چلوسک نے چیخ کر کہا۔
" جلدی چلو، ہمیں ٹارزن کی مدد کرنی پڑے گی، ورنہ وہ لوگ اتنے خوبصورت جنگل کو جلا کر راکھ کر دیں گے "۔
" مگر ہمارے پستول "۔ ملوسک نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔
" تم چلو تو سہی۔ وہ بندر ابھی ٹارزن کے پیچھے گیا ہے۔ پستول مل جائیں گے "۔ چلوسک نے کہا اور پھر اس نے بھی ٹارزن کے پیچھے دوڑ لگا دی اور ظاہر ہے ملوسک اور ڈمبالو کہاں پیچھے رہنے والے تھے۔ وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے بھاگ پڑے۔

ختم شد